سوال

(23) کیا کلمہ پڑھنے والا جنتی ہے ؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا کلمہ پڑھنے والا جنتی ہے ،اگر جنتی ہے تو کیا یہ بات حدیث مبارکہ اور قرآن پاک سے مطابقت رکھتی ہے ؟ اگرہاں تو پھر سورت اور آیت کا حوالہ بتائیں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ یہ حدیث بالکل صحیح ہے یہ حدیث صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ جو شخص ''لاالہ الااللہ'' دل کے اخلاص کے ساتھ پڑھے گا وہ جنت میں داخل ہوگا خواہ ابتداء یا پھر کبیرہ گناہوں کی سزا پانے کے بعد ''لاالہ الااللہ'' کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ان الفاظ مبارکہ کہنے والا پکا موحد ہو اور شرک سے بالکلیہ اجتناب کرنے والا ہو اس کی تائید قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات سے ہوتی ہے ۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے :

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ (النساء:٤٨)

''یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ شرک معاف نہیں فرمائے گا ہاں شرک کے علاوہ دیگر گناہ (کبیرہ) جسے چاہے معاف فرمادے ۔''

اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص بھی مشرک نہیں وہ اللہ تعالی کی مغفرت سے بالکل مایوس نہیں گناہ کبیرہ کی قید اس لیے لگائی گئی ہے کہ قرآن کریم میں ہے کہ :

إِن تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ (النساء:٣١)

''یعنی اگر آپ لوگ ان کبیرہ گناہوں سے جن کے ارتکاب سے تمہیں روکا گیا ہے بچتے رہو گے تو ہم تمہاری چھوٹی چھوٹی برائیوں کو مٹادیں گے ۔''

اور ابتداء یا کچھ سزا پانے کی بات اس لیے کہی گئی اگر وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ کا مطلب یہ لیے جائے کہ شرک کے علاوہ دیگر گناہوں میں کچھ گناہ اللہ سبحانہ وتعالی اصلا کبھی بھ معاف نہیں فرمائے گا تو پھر شرک اور دیگر گناہوں میں کچھ فرق نہ رہا۔ یعنی اگر کچھ گنہگاروں کو جہنم میں خلود اور ابدی سزا ملے گی اور کبھی بھی انہیں اس سے نکلنا نصیب نہ ہوگا تو پھر شرک اور وہ کبیرہ گناہ سزا کے اعتبار سے برابر ہوئے نہ مشرک کی مغفرت اور نہ ہی (مشرک کے علاوہ) دیگر مرتکبین کبیرہ کی مغفرت ان کے لیے بھی ابدی سزا اور ان کے لیے بھی ابدی

سزا۔ لہذا ﴿وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ﴾ کا صاف اور واضح مطلب ہے کہ شرک کے علاوہ دیگر کبیرہ گناہوں کے مرتکبین میں سے کچھ کو تو ابتدا ہی میں معافی مل جائے گی اور کچھ (جن کے لیے اللہ سبحانہ وتعالی کی حکمت وعدل کا تقاضا ہے کہ انہیں سزا ملنی چاہیئے) اپنے گناہوں کی سزا پا کر بالآخر ان کی بخشش ہوجائے گی اور انہیں جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کردیا جائے گا۔ انہیں جہنم کی ابدی سزا نہیں ملے گی۔ اس بارے میں صحیحین دیگر کتب احادیث میں بے شمار احادیث مروی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بالآخر وہ سب لوگ جہنم سے نکالے جائیں گے جنھوں نے کوئی بھی نیکی اصلانہ کی ہوگی اور ایسی روایات حد تواتر کو پہنچتی ہیں جن کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

علاوہ ازیں قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت کریمہ بھی اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ﴾ (المائدة: ٧٢)

''یعنی جو شخص اللہ تعالی کے ساتھ شرک کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام قرار دے دیا ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔''

اس آیت کریمہ میں بھی اشارہ ہے کہ غیر مشرک کے لیے جنت ہمیشہ کے لیے حرام نہیں اگرچہ مشیت ایزدی کے مطابق کچھ وقت کے لیے جہنم میں چلا بھی گیا لیکن بالآخر اللہ تعالی کے فضل وکرم سے جنت میں داخل ہوجائے گا اس کے لیے جنت ہمیشہ کے لیے حرام نہیں۔

بہر حال جنت ہمیشہ کے لیے حرام صرف مشرکین کے لیے ہے۔

یہ حقیقت بھی پیش نظر رہنی چاہیئے کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ (النحل: ٤٤)

''اور ہم نے تیری طرف کتاب اتاری ہے تاکہ لوگوں کو کھول کھول کر بیان کرے جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے۔''

یعنی قرآن حکیم کی تبیین اور توضیح اللہ سبحانہ وتعالی کے رسول اکرم ﷺ کے سپرد کی ہے۔ لہذا مذکورہ بالا احادیث مبارکہ سورہ نساء اور مائدہ کی آیات کی ہی تشریح وتوضیح ہیں لہذا انہیں قبول کرنا ضروری ولازمی ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ ''لاالہ الااللہ'' کا مطلب کیا ہے؟ توحید کا مفہوم کیا اور شرک کسے کہتے ہیں یہ بات پوری وضاحت کے ساتھ سمجھنی چاہیئے اس کے لیے ذیل میں کچھ تفصیل سے وضاحت کی جارہی ہے۔ بعون اللہ سبحانہ وتعالی وحسن توفیقہ۔

''لاالہ الااللہ'' کا مطلب ہے کہ اللہ تعالی کے علاوہ کوئی بھی معبود برحق نہیں اور پوری مخلوق میں کوئی بھی ہستی ایسی نہیں چاہے وہ فرشتہ ہو یا نبی یا کوئی اور مخلوق جو اللہ سبحانہ وتعالی کے ساتھ ذات میں صفات میں، افعال واختیارات میں اور کائنات کے نظام کو چلانے میں شریک وند نہیں اور نہ ہی اللہ تعالی کا کوئی کفو وہم پلہ ہے اور نہ ہی اللہ تعالی کی مثل کوئی چیز ہے۔

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (الشوری: ١١)

''اس کے مثل کوئی چیز نہیں وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔''

﴿وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾ (الاخلاص: ٤)

''اور نہ ہی اس کا کوئی ہم پلہ ہے۔''

صحیح معنی میں ''لاالہ الااللہ'' پر کامل ایمان رکھنے والا وہ شخص ہے جو اللہ تعالی پر ایمان اس طرح رکھے کہ اللہ سبحانہ وتعالی اپنی ذات وصفات واسماء وافعال کے اعتبار سے وحدہ لاشریک

لہ ہے، یعنی خالق مالک رازق اولا عطا کرنے والا بیماری سے شفایاب کرنے والا، عالم الغیب، ہر شے پر قادر جس کا علم ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ کسی چیز کو حرام یا حلال قرار دینے کا اختیار رکھنے والا، بندوں کی دعاوں کو قبول کرنے والا، عبادات کی جمیع انواع واقسام کا مستحق، مرادیں پوری کرنے والا، نفع ونقصان اور زندگی وموت کا مالک، ہر لمحہ اپنی مخلوق کی ہر ضرورت کو پورا کرنے والا، ان کا محافظ و نگہبان وغیرہ وغیرہ صفات صرف اور صرف اللہ تعالی کے ساتھ ہی خاص ہیں کوئی بھی ہستی اس کائنات میں ان صفات میں اللہ تعالی کی شریک وثانی نہیں ہے۔ اس طرح موحد ہونے اور شرک سے براءت کےلیے یہ بات بھی ضروری ہے کہ وہ موحد اللہ تعالی سبحانہ وتعالی کی تقدیر (یعنی اللہ کو ماضی، حال، مستقبل، سب کا علم ہے جو کچھ ہوچکا اور جو ہورہا ہے اور جو آئندہ ہوگا سب کچھ جانتا ہے اور جو کچھ ہوا یا ہوگا سب ہی اس کے بنائے ہوئے منصوبہ کے مطابق عمل میں آرہا ہے۔) پر ایمان رکھتا ہواسی طرح تمام انبیاء ورسل اور کتب سماوی پر ایمان رکھے کہ اللہ تعالی ابتداء ہی سے انبیاء ورسل اور کتب کو بھیج رہا ہے اور یہ سلسلہ سیدنا وامامنا محمد رسول اللہ ﷺ اور قرآن کریم پر آکر ختم ہوا ہے اسی طرح آخرت کے دن پر ایمان بھی ضروری ہے یعنی ایک دن سب انسان زندہ ہوکر اللہ تعالی کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اور اپنے اعمال کے مطابق جزو سزا پائیں گے نتیجہ جنت یا جہنم کی صورت میں ان کے سامنے واضح ہوجائے گا۔ اسی طرح ایک موحد کو ملائکہ علیہم السلام پر ایمان لانا لازمی امر ہے۔ اسی طرح جن اشیاء یا اوامر وعبادات کو اللہ تعالی نے فرض قرار دیا ہے ان کی فرضیت پر ایمان رکھتا ہو، مثلا نماز، روزہ وغیرہ اور جن اشیاء کو اس نے حرام وناجائز قرار دیا ہے ان کو حرام اورناجائز سمجھتا رہے۔ یہ سب امور توحید اور ایک موحد کےلیے لازمی ہیں ان میں سے اگر کسی ایک کا بھی انکار کرتا ہے یا اللہ تعالی کی صفات جو اس کے ساتھ خاص ہیں ان میں کسی کو شریک سمجھتا ہے۔ مثلا اللہ سبحانہ وتعالی کے علاوہ کسی اور کو عالم الغیب یا مشکل کشا سمجھتا ہے تو وہ مشرک ہے موحد ہر گز نہیں، اس کا ''لا الہ الا اللہ'' پر عمل نہیں۔ اللہ تعالی کے ساتھ ذات صفات میں کسی کو شریک کرنے والے کا مشرک ہونا تو ظاہر وعیاں ہے لیکن انبیاء ورسل، کتب، ملائکہ علیہم السلام اور تقدیر اور بعث بعد الموت، جزاو سزا، جنت وجہنم ان پر ایمان نہ رکھنے والے اور انکار کرنے والے اور اسی طرح فرائض کی فرضیت کا انکار کرنے والے یا حرام کو حلال جاننے والے یا حرام نہ سمجھنے والے کو مشرک اس لیے کہا جاتا ہے کہ رسل و پیغمبروں اور کتابوں کے متعلق اللہ تعالی فرماتا ہے کہ میں انہیں بھیجتا رہا ہوں اور یہ سلسلہ میں نے محمد رسول اللہ ﷺ اور قرآن پر ختم کردیا۔

فرشتوں کے متعلق فرمایا: یہ اللہ تعالی کی ایسی برگزیدہ مخلوق ہیں جو ہر حکم کی تعمیل کرتے ہیں اور نافرمانی نہیں کرتے، اسی طرح تقدیر کے متعلق بے شمار آیات واحادیث وارد ہوئی ہیں لیکن یہاں ایک ہی آیت پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالی نے فرمایا:

إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ (القمر:٤٩)

''بے شک ہم نے ہر چیز کو ایک مقرر اندازے پر پیدا کیا ہے۔''

اور آخرت کے متعلق بھی پورے قرآن مجید میں جابجا وعظ و نصیحتیں موجود ہیں بعینہ اسی طرح نماز، روزہ وغیرہ کے متعلق قرآن کریم میں موجود ہے کہ یہ فرائض ہیں۔ حرام اشیاء کی مکمل توضیح قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں موجود ہے اب اگر کوئی شخص ان کو ماننے سے انکار کرتا ہے تو اس کا صاف مطلب ہے کہ وہ اللہ تعالی کو (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) جھوٹا سمجھتا ہے اور جھوٹ نقص، عیب وخامی ہے اور اللہ سبحانہ وتعالی ہر عیب ونقص سے قطعا پاک ہے اسماء الحسنی میں ایک اسم ''السلام'' ہے اور ایک اسم مبارک ''القدوس'' بھی ہے جن کا مطلب ہے کہ اللہ تعالی ہر عیب ونقص سے باعتبار ذات وصفات پاک ہے۔ عیب اور نقص مخلوقات کا خاصہ ہے لہذا جو شخص

اللہ تعالی کو نعوذ باللہ جھوٹا سمجھتا ہے تو اس نے واضح طور پر اللہ تعالی کو مخلوق کے ساتھ مشابہ قرار دیا اور یہی تو شرک ہے اس پر خوب غور وتدبر کریں۔ ہاں جو شخص مذکورہ بالا صفات وغیرہ وغیرہ سب پر ایمان رکھتا ہے اور فرائض کی فرضیت بھی تسلیم کرتا ہے اور تمام ممنوعات وناجائز کاموں کو حرام وناجائز جانتا ہے لیکن بتقاضائے بشریت فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی وسستی کا ارتکاب کرتا ہے یا محرمات میں سے کسی حرام کام کا ارتکاب کربیٹھتا ہے یہ مشرک نہیں بلکہ موحد ہی ہے، البتہ اسے فاسق وگنہگار کہا جائے گا اور ایسا شخص اگر توبہ نصوحہ کرتا ہے اور اپنے کیئے پر نادم ہوتا ہے اور آئندہ باز رہتا ہے اور مزید اپنی اصلاح کرتا ہے تو اس کا وہ گناہ اللہ تعالی کے ارشاد موجب معاف ہوجاتا ہے لیکن اگر کوئی شخص بغیر معافی طلب کیے اس دنیا سے رخصت ہوگیا تو پھر اللہ تعالی کی مشیت کے ماتحت رہے گا چاہے اسے اپنے فضل عظیم سے معاف کردے اور جنت میں داخل کردے یا چاہے اسے گناہوں

سے پاک صاف کرنے کےلیے کچھ وقت جہنم میں داخل کرے پھر اپنی نظر کرم سے معاف کر کے جنت میں داخل کردے ۔ یہ ہے صحیح مطلب ''لاالہ الااللہ'' کا اوریہی ہے صحیح و حقیقی موحد اور شرک سے بیزاراور بری باقی عوام بلکہ کچھ خواص بھی اس غلط فہمی میں بتلاہیں کہ اس حدیث شریف کا مطلب ہے کہ صرف زبان سے یہ الفاظ ''لاالہ الااللہ'' ادا کردینے سے آدمی پکا موحد بن جاتا اوراس کےلیے جنت میں جانے کےلیے بھی الفاظ ادا کردینے کافی ہیں ''لاالہ الااللہ'' کا زبان سے ورد کرنے کے بعدچاہے وہ پیروں کی پوجا کرے اور قبوں قبروں کا طواف کرتا پھرے اوران پر سجدہ کرتا رہے اور مردوں سے مرادیں مانگتا پھرے نماز وغیرہ کی فرضیت کا انکار کرتا رہے ، محرمات ، زنا ، چوری ، شراب نوشی ، جوا ، سود ، رشوت وغیرہ وغیرہ کو حلال سمجھتا رہے اورایمان کے اجزاء کا انکار کرے پھر بھی وہ موحد ہے اور جنت کا ٹھیکیدار ہے تو یہ احمقوں کی دنیا میں رہتا ہے آج کل کے نام نہاد مسلمان بزرگوں کی قبروں کی پوجا کرنے کے بعد بھی اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں ۔ حالانکہ مکہ مکرمہ کے کفار بتوں کی پرستش کرتے تھے اور جن بتوں کی پوجا کرتے وہ صلحاء و بزرگان دین کے مجسمے تھے وہ ان کے پوجنے سے یہ سمجھتے تھے کہ ان مجسمین کی ارواح خوش ہوکر اللہ تعالی کے ہاں ہماری سفارش کریں گے ۔

وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ (یونس :١٨)

''اوروہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں ۔''

یعنی اس وقت کے کفار صالحین کے مجسموں کی پرستش کرتے تھے اور آج کل کے مسلمان انہی صالحین کی قبروں کو پوجتے ہیں خدارا سوچیں کہ ان دونوں میں آخر کیا فرق ہے ؟

لیکن وہ کفاراور یہ مسلمان فیا للعجب ، اس کے برعکس اگر ان الفاظ (یعنی جس نے ''لاالہ الااللہ'' کہا وہ جنت میں داخل ہوگا) کا مطلب یہی ہے کہ صرف زبان سے یہ الفاظ ادا کردیئے جائیں باقی جو من میں آئے کرتا پھرے وہ مسلمان ہے اور پکا موحد ہے اور جنت کی ٹکٹ اس کے ہاتھ لگ گئی ہے تو پھر سوچنے کی زحمت کی جائے کہ پھر ایسے آسان و سہل اسلام لانے سے ابولہب ، ابوجہل اور دیگر کفار کو کیا چیز مانع تھی جب کہ وہ انہیں تو یہی الفاظ ادا کردینے تھے باقی من مانیاں کرنے سے کوئی چیز انہیں مانع نہ تھی بلکہ جو کچھ بھی کرتے پھرتے ان کے اسلام پر ذرا بھر بھی کوئی اثر نہ پڑتا بلکہ جنت میں جانا بھی ان کےلیے آسان تھا پھر آخر وہ یہ الفاظ کہہ کر دائرہ اسلام میں کیونکر داخل نہ ہوئے ؟ اصل حقیقت یہ ہے کہ ان کی زبان عربی تھی ''لاالہ الااللہ'' کے معنی و مفہوم کو خوب جانتے تھے اوران کے تقاضوں کو بھی سمجھتے تھے کہ صرف یہ الفاظ کہنے کافی نہیں بلکہ ان الفاظ کے کہنے کے بعد ان کے معنی و مفہوم پر کام یقین واعتقاد رکھنا ہوگا اوراپنی زندگی انہی کلمات کے معنی و مفہوم پر عمل کرتے ہوئے اوران کی تقاضائے و متمنات کو پورا کرتے ہوئے گزارنی پڑے گی اوریہی وہ بات تھی جو ان کےلیے مشکل تھی جو وہ نہ کرسکے اس وجہ سے وہ اسلام وایمان سے محروم رہے آخر ہمارے آج کل کے مسلمان نے جنت کو اتنا سستا کس بنا پر سمجھ رکھا ہے ۔ ہاتوا بُرۡهَٰنَكُمۡ إِن كُنتُمۡ صَٰدِقِينَ !

خلاصہ کلام : ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کہ ایک موحد کا جو صحیح طور پر توحید پر مستقیم ہے وہ خواہ صالح ہو یا گنہگار لیکن جنت میں بہر حال ضرور داخل ہوگا خواہ ابتداء بغیر کسی سزا وعذاب کے بھگتنے کے خواہ بالآخر مقررہ مدت کے عذاب بھگتنے کے بعد لیکن یہ بات ہر سچے مومن کو ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ جہنم کی آگ کی حرارت وتپش اس

دنیاوی آگ سے کئی گنا زیادہ ہے ارشاد ربانی ہے :

قُلۡ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرّٗا (التوبہ :٨١)

''یعنی آپ کہہ دیں کہ جہنم کی آگ سخت گرم ہے ۔''

اس کی تشریح صحیح بخاری میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری یہ دنیا والی آگ جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے ۔ صحیح بخاري : كتاب بدء الخلق 'باب صفة النار وانها مخلوقة ' رقم الحديث ٢٣٦٥.

یعنی جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے اونہتر درجے زیادہ گرم ہے پھر جب اس دنیا کی آگ میں آدمی ایک منٹ بھی نہیں رہ سکتا تو پھر اس آگ میں جو اونہتر مرتبہ زیادہ گرم ہے کس طرح

رہ سکتا ہے کہ وہ اپنے گناہوں کے سبب اس میں داخل ہوگا اگرچہ اس میں رہنے کی مدت کتنی کم کیوں نہ ہو؟ اس لیے نفس کو دھوکے میں رہنے نہ دیا جائے بلکہ اس زندگی میں اللہ سبحانہ وتعالی کی بارگاہ میں اپنے گناہوں پر پشیمان ہوکر پکی و سچی توبہ کرکے اعمال صالحہ کے ذریعے اپنی اصلاح کی جائے تاکہ اللہ سبحانہ وتعالی اپنے فضل وکرم سے اسے نواز دے اور اپنی مغفرت میں اسے داخل کردے اور بغیر کسی عذاب کے اسے جنت میں داخل کردے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ

صفحہ نمبر 160

محدث فتویٰ